دوسرا خطبہ

صفر

ہجرت مدینہ!

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

ترجمہ: غم نہ کھا (اے صدیق) یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے گزشتہ خطبہ میں عرض کیا تھا کہ ہجرت دو مرحلوں میں مکمل ہوئی ہے۔ پہلا مرحلہ مکہ مکرمہ سے غار ثور تک ہے اور دوسرا مرحلہ غار ثور سے مدینہ منورہ تک ہے۔ آپ نے ہجرت رسول ﷺ مکہ سے غار ثور تک کے جواہرات اور نوادرات سے بھرپور واقعات کو گزشتہ خطبہ میں سماعت فرمالیا ہے۔ آج کے خطبہ میں انشاء اللہ غار ثور سے مدینہ منورہ کے سفر ہجرت کی تاریخی اور بے مثال جھلکیاں پیش کروں گا۔ جس سے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوگی۔

حضرات محترم! تین دن اور تین راتیں غار میں گزارنے کے بعد حضرات شیخین کریمین نے مدینہ منورہ جانے کا فیصلہ کرلیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ پر جو اعتماد کیا تھا۔ عامر بن فہیرہ نے غار کے قیام کے دوران اپنے اس اعتماد کو درست ثابت کردکھایا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے بھی اس کی قابلِ تحسین خدمات کو سراہا اور اس پر اعتماد فرماتے ہوئے اسے بھی اپنے ہمراہ سفر ہجرت میں لینے کی صدیق اکبرؓ کو اجازت مرحمت فرمادی!

اللہ اللہ ایک غلام نے جو صدیق یونیورسٹی کا فاضل طالب علم تھا۔ تین دن اور تین راتیں غار کے قریب بکریاں چرائیں اور وہیں سے تازہ دودھ رحمتِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا رہا گویا کہ سپلائی لائن کا چیف افسر بھی صدیق اکبرؓ کا غلام تھا۔ ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ آخر صدیق کے غلام پر صداقت کا اثر نہیں ہوگا تو اور کس پر ہوگا؟ مکہ کا ایک مزدور عبداللہ بن اریقط جو صدیق اکبرؓ کے کاروباری مسائل میں مزدوری کیا کرتا تھا۔ اس پر بھی ایسا رنگ چڑھ گیا تھا کہ صدیق اکبرؓ نے

بلا تکلف اس کو کہہ دیا کہ یہ تین اونٹنیاں فلاں وقت غار کے قریب لے آنا اور تم بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنا تا کہ ان انجانے راستوں سے ہمیں مدینہ پہنچادو جو عام شاہر ہوں سے الگ ہوں اور ان پر آنے جانے والوں کی کثرت نہ ہو!

عبداللہ بن اریقط نے صدیق اکبرؓ کے احترام میں ان کے حکم کو تسلیم کر لیا اور وقت مقرر پر اونٹنیاں لے کر جبل ثور کے پاس پہنچ گیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک خوبصورت اور توانا اونٹنی سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے ہنسی ہنسی میں فرمایا کہ

انی لا ارکب بعیدا لیس لی

میں اس اونٹ پر سوار نہیں ہوں گا جو میرا نہیں ہے۔ اس پر یار غار نے وفور محبت میں عرض کی کہ

ھی لک یا رسول اللہ بابی انت و امی

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ آپ ہی کا اونٹ ہے! بعض روایات میں آتا ہے کہ ثمن...... میں اس اونٹنی کو خریدتا ہوں۔ تب سواری کروں گا۔ اس پر صدیقؓ نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور حضور ﷺ سرور کائنات نے اس سواری کو قبول فرمالیا!

خطیب کہتا ہے

یہ خرید و فروخت تھی؟

یہ محبت کے چند میٹھے بولوں کا تبادلہ تھا

یہ دنیا کو بتانا تھا

صدیق اکبرؓ اونٹنی کا خریدار..........اور نبی صدیق کا خریدار

محبت میں جب مزہ ہے کہ دونوں بیقرار دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی۔ صدیق اکبرؓ نے یہ کہہ کر مسئلہ ہی ختم کر دیا کہ **ھی لک یا رسول اللہ**

اسی لیے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مالا عند نا ید الا وقد کافیناہ ماخلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکا فیہ اللہ

بها یوم القیامة وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جن صحابہؓ نے مجھ پر احسان کیا تھا میں نے ان کو دنیا میں بدلا دے دیا ہے سوائے ابوبکرؓ کے ان کو اللہ قیامت کے دن خود بدلہ دیں گے۔ ابوبکر صدیقؓ کے مال نے جو نفع دیا اور کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا۔

اور پھر یہ بھی تو بتانا تھا کہ

میرے گھر کی سواری صدیق ہے
اور خریدی ہوئی سواری اونٹ ہے

پنجابی میں کہتے ہیں
اپنے گھر دی پالی ہوئی کیڑی اے
تے مل دی کیڑی اے

یہ قافلہ صبح منہ اندھیرے روانہ ہوا اور ایک ایسے راستے کو اختیار کیا جو غیر معروف تھا اور کم از کم عام شاہراہ نہیں تھا۔

انجمن مشرکین کے منصوبے

انجمن مشرکین مکہ کے ممبر شروع دن ہی سے **ذلیل** ہوگئے تھے۔ حضور ﷺ رات کو ان کے چہرے سیاہ کر کے آنکھوں میں دھول ڈال کر آ گئے۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو حضرت علیؓ کا جواب سن کر مشرکین کو مایوسی ہوئی۔ سیدہ اسماء بنت صدیقؓ کو ابوجہل نے منہ پر طمانچے مارے اور شدت رعب سے پوچھا کہ این ابوک.

مگر صدیق اکبرؓ کی بیٹی کو وہ استقلال بن گئی۔ مشرک بدبخت کے طمانچے ذرہ بھر اسماء بنت ابوبکر کے پاس استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے!

بالآخر خود انجمن مشرکین مکہ لمیٹڈ کے ممبران نے تلاش کی غار کے دہانے تک پہنچ گئے لیکن صدیق و محبوب صدیق کی ان کو خبر نہ ہو سکی!

آخر لات وعزیٰ کی دہائی دی ہبل کو پکارا۔ مگر سب ہاؤ ہو بے کار ثابت ہوئی نہایت مایوسی کے

عالم میں مشرکین نے اعلان کیا کہ جو محمد اور ابوبکر کو گرفتار کر کے لائے یا ان کا سر قلم کر کے لائے تو اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

دنیا کے بھوکے مشرک

آخر دنیا کے بھوکے تلاش کے لیے نکل پڑے راستہ میں سامنے سے کچھ تلاش کرنے والے آ ہی گئے..... سرکار دوعالم ﷺ اور صدیق اکبرؓ ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے!

آگے	حضور ﷺ بیٹھے تھے
پیچھے	صدیق اکبرؓ بیٹھے تھے

خطیب کہتا ہے

اگر کسی نے صدیق اکبرؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ بلافصل دیکھنا ہو تو ہجرت میں دیکھے۔

خلیفتہ بلا فصل

اگر کسی غار میں صدیق لیے جا رہے ہیں تو حضور ﷺ صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر سوار کوئی درمیان میں فاصلہ نہیں!

عملی طور پر **خلیفتہ بلا فصل** کا نقشہ اونٹنی پر سوار ہیں تو درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے!

یہ تھے بلافصل..... یہ تھے نبی وصدیق..... یہ تھے اثنین کریمین۔

یاروں کی دلیلیں	کتابیں ہیں
ہماری دلیل	کتاب نبوت ہے۔

صدیق کو نبی سے نہ اس وقت جدا کیا جا سکا۔

اور

نہ ہی صدیق کو نبی سے آج کیا جا سکتا ہے۔

تلاش کرنے والی پارٹی کے صدر نے ایک ہی سواری پر بیٹھنے والے دو سواروں میں سے ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

مَنْ هٰذَا.................... یہ آپ کے آگے بیٹھنے والا کون ہے؟

صدیق اکبرؓ کا انتخاب

اگر صدیق اکبرؓ بتلاتے ہیں کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں.....تو.....یار نہ رہا اور اگر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں۔

تو صدیق صدیق نہ رہا۔

آقا نے مسکراتے ہوئے صدیق کو دیکھا..................تو صدیق عرض کرتے ہیں۔میرے آقا شاباش دنیا آپ کا کام ہے۔مشرکوں کے دانت توڑنا میرا کام ہے۔صدیقؓ بھی آخر مصطفےٰ ﷺ کی یونیورسٹی کا طالب علم تھا۔آپ نے نہایت استقلال سے دشمن کو گھورتے ہوئے پوچھا کہ پھر کیا پوچھتے ہو۔

اس نے پوچھا........................مَنْ هٰذَا

صدیق اکبرؓ نے برجستہ فرمایا کہ

هٰذَا رَجُلٌ يَهْدِ يْنِيَ السَّبِيْل

یہ آدمی مجھے راہ بتانے والا ہے۔

کافروں نے کہا کہ چھوڑ یار اس کو راستہ نہیں آیا ہوگا تو پکڑ کر ایک آدمی کو ساتھ بٹھا لیا ہے۔

صدیق نے مسکرا کر فرمایا کہ

تم شہر کا رستہ سمجھ لو

میں یار کا راستہ لیتا ہو.........................سبحان الله

خطیب کہتا ہے

یہ امتحان دو پر آیا

ابراہیمؑ صدیق پر

ابوبکرؓ صدیق پر

ابراہیمؑ نے جب نمرود اور آزر کے جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کر دیا تو

نمرود نے ابراہیمؑ سے سوال کیا کہ

ء انت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم

کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔ اگر ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے توڑے ہیں تو

جان گئی

اور اگر فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں توڑے تو

نبوت گئی

آواز آئی........... جواب ایسا دو کہ جان بھی نہ جائے اور نبوت بھی نہ جائے

آپ نے فرمایا کہ

بل فعله کبیرهم هذا فسئلو هم ان کانو اینطقون

کلہاڑا تو تمہارے اعلیٰ حضرت کے کندھوں پر ہے۔

سوال اس سے کرو................ اس سے پوچھو تمہارے ماتحت عملے کو کس نے توڑا ہے

.... ثم نکسو ا علیٰ روسهم

ابراہیمؑ نے ان کے دانت کھٹے کر دیئے۔ جان بھی بچی اور آپ کی صداقت پر بھی کوئی حرف نہیں آیا۔

اسی طرح سفر ہجرت میں صدیق اکبرؓ کے جواب سے محبوب پر بھی آنچ نہیں آئی اور صداقت صدیق پر مہر نبوت بھی ثبت ہوگئی۔ **سبحان الله**

سراقہ کا تعاقب

پہلے امتحان سے کامیاب ہو کر قافلہ نبوی آگے روانہ ہو گیا۔ تو مشرکین مکہ کا اعلان سن کر سراقہ بن مالک گھوڑا لے کر صدیق اکبرؓ اور سرکار دو عالم ﷺ کے تعاقب میں نکل آیا۔

سراقہ اپنا واقعہ خود بیان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کفار قریش کا قاصد آیا اور اطلاع آئی کہ قریش نے اشتہار دیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ کو قتل کر دے گا یا نہیں قید کر کے لائے گا۔ اس کو ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

میں اپنے قبیلہ بنی مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ انہی میں سے ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا اے سراقہ میں نے ابھی ساحل کی طرف کچھ سیاہی دیکھی ہے میری رائے میں وہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ وہی ہیں (لیکن انعام کے لالچ میں) میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ تین ہیں، تو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا جو ہمارے سامنے گئے ہیں۔ وہ اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں مجلس میں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھا، گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا نکال کر آگے ایک مقام پر میرے لیے روکے! اور میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور اسے چھپا کر چپکے سے گھر کی پشت سے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑا دیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس سے گر گیا۔ اٹھا اور فوراً ترکش سے تیر نکال کر اس سے فال نکالی (یہ عربوں کا طریقہ تھا) کہ میں (حضور ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو) نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں؟ نتیجہ میرے خلاف نکلا۔ لیکن میں پھر بھی انعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آگے بڑھا اور ان کے قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سنائی دینے لگی۔ آپ ذکر خدا میں مشغول تھے۔ ابوبکرؓ بار بار ادھر اُدھر دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کہ یکا یک میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پس میں اس سے گر پڑا گھوڑے کو ڈانٹا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے پاؤں زمین سے نہ نکلیں گے مگر وہ کھڑا ہوا تو اتنا غبار اٹھا کہ آسمان پر دھوئیں کی طرح چھا گیا۔

میں نے اب پھر تیروں سے فال نکالی۔ اب بھی ناگوار خاطر نتیجہ نکلا (مگر اب میں حقیقت کو پا چکا تھا!) پس میں نے ان کو آواز دی اور امان طلب کی۔ آپ ٹھہر گئے پس میں گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے دل میں یہ بیٹھ گیا کہ رسول ﷺ کا دین ضرور غالب ہوگا۔

پس میں نے آپ سے عرض کیا کہ قوم نے آپ کے بارے میں سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور آپ کے متعلق ان لوگوں کے ارادوں سے آپ کو خبر دے دی اور جو کچھ زادِ راہ اور مال اسباب تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور نہ ہی کوئی سوال کیا۔ ہاں یہ فرمایا کہ آپ کا حال کسی کو نہ بتانا۔ مخفی رکھا جائے کسی سے اظہار نہ کیا جائے۔ میں نے درخواست کی کہ

مجھے ایک امان نامہ تحریر فرمادیا جائے آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اور رسول ﷺ تشریف لے گئے!

خطیب کہتا ہے

نبی وصدیق کا تعاقب گھوڑے والے نے کیا!

یہ گھوڑے والے کوئی آج ہی نبی وصدیق کے دشمن نہیں ہیں، بلکہ ان کی بھی ایک پرانی تاریخ ہے

اس وقت بھی گھوڑے والا ناکام ونامراد ہوا اور آج بھی گھوڑے والا ناکام ونامراد ہوگا۔

رسول ﷺ ذکر خدا میں مصروف تھے اور صدیق اپنی ڈیوٹی پر تھے!

انہوں نے اس وقت بھی گھوڑے والے کو پہچان لیا کہ دشمن رسول ﷺ ہے۔ اس لیے حضور ﷺ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ دشمن آگیا تو آپ نے فرمایا۔

لا تحزن ان اللہ معنا

دوسری روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ نے سراقہ کو دیکھا تو عرض کیا کہ حضور اس نے ہمیں آلیا تو آپ نے دعا فرمائی

اللھم اصرعہ فصرعہ الفرس

یااللہ اسے گرا پچھاڑ دے۔ گھوڑے نے اسے گرادیا............اور ہنہنایا۔ معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ کی خواہش اور آرزو خدا نے پوری فرمادی اور ان کو ان کے محبوب سمیت بچالیا۔

سراقہ کا گھوڑا..............................زمین میں دھنس گیا

معلوم ہوتا ہے

کہ اسی دن سے گھوڑے والے زمین سے ناراض ہوگئے اور زمین پر سجدہ کرنا چھوڑ دیا............**فافھم**

تین دفعہ سراقہ نے حملہ کرنا چاہا مگر تین دفعہ ہی ناکام ہوا۔ آخر ناکام ہوکر عرض کیا کہ مجھے معاف کردیا جائے!

رحمت عالم جوش میں آ گئے اور فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ مگر اب تمہاری ڈیوٹی ہے کہ کوئی دشمن رسول میرے تک نہ پہنچنے پائے!

اور ساتھ ہی رحمت عام کا کنکشن اپنے پاور

ہاؤس سے ہو گیا اور فرمایا کہ

سراقه؟ کیف بک اذ لبست

سواری کسری

سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

یہ سرکار دو عالم ﷺ کا عظیم معجزہ تھا۔ جاہلوں نے اسے علم غیب بنالیا۔ کیونکہ ان کی بضاعت علمی ہی اتنی ہوتی ہے۔ بیچارے علم سے کورے یہ بھی نہیں جانتے۔ معجزہ ہوتا ہی وہ ہے جو خلاف عادت ہو..... یعنی اس کا علم نہیں ہو سکا کہ میرے تعاقب میں سراقہ ہے۔ صدیق اکبرؓ کو خبردار کر دیا جائے۔ خود صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ دشمن آ گیا تب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ.........صدیق اکبرؓ فکر نہ کر...........ان الله معنا

حضرات گرامی! ایک اور مزے کی بات سنیے جب سراقہ عاجز آ گیا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے معافی دے دی جائے اور آئندہ کے لیے امان نامہ لکھ دیا جائے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے عامر بن فہیرہ صدیق اکبرؓ کے غلام سے فرمایا کہ اے عامر اپنے ہاتھوں سے ان کی امان لکھ دو........... تمہاری تحریر

میری تحریر

تمہاری امان

میری امان

یہ ہے صدیق کے غلاموں کا مقام۔

یہ ہے نبوت کا صدیق اکبرؓ کے گھرانے پر اعتماد

اور ہوا بھی ایسے کہ

جب آپ حنین وطائف کے معرکوں سے فارغ ہوکر واپس آ رہے تھے،تو جعرانہ کے مقام پر سراقہ آپ سے ملے۔حضور ﷺ کا وہ عطا کردہ امان نامہ جسے عامر بن فہیرہ نے لکھا تھا پیش کردیا اورعرض کیا کہ میں سراقہ ہوں.........آپ نے فرمایا کہ آج ایفائے عہد کا دن ہے اورآج نیکی کا دن ہے۔آؤ میرے قریب آ جاؤ.........سراقہ کہتے ہیں کہ میں قریب ہوگیا اور قریب ہوتے ہی کلمہ پڑھ کراسلام قبول کرلیا۔سبحان اللہ

سیدنا فاروق اعظمؓ کے دورِخلافت میں جب کسریٰ کے کنگن اوردوسرامال ودولت فتح کے بعد مالِ غنیمت میں آیاتو آپ نے فرمایا کہ سراقہ کو بلاؤاورفرمایا کہ.........ہاتھ اٹھاؤ.........سراقہ نے ہاتھ اٹھائےتو فاروق اعظمؓ نے اپنے دستِ مبارک سےاس کوکسریٰ کے کنگن پہنائے اورفرمایا کہ زبان سے کہو!

اللــه اكبــر.........الـحـمـد لـلــه الـذى سـلبهمـا كسرى بن هر مزو البسهماسراقة الا عرابى.........

اللہ اکبر.........بڑائی اس رب کی اور شکریہ اس اللہ کا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن اس سے چھین کرسراقہ جیسے دیہاتی کو پہنادیئے!

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خوشی میں تکبیر کانعرہ بلند کیا.........اورفرمایا کہ

اللــه اكبــر.........الـحـمـد لـلــه الـذى سـلبهمـا كسرى بن هر مزو البسهماسراقة الا عرابى.........ورافع بها عمر صو ته

اورحضرت عمرؓ نے اپنی آ واز کوبلند کر کے یہ جملے ادا کیے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کوپیغمبر کی صداقت اورمعجزے کی حقانیت دیکھ کرایک قلبی کیفیت طاری ہوگئی اورآپ نے بلندآ واز سے تکبیر کانعرہ بلند کیا۔

اللہ اکبر

محترم سامعین

اب تک آپ حضرات نے تعاقب کرنے والوں کے تاریخی واقعات کوسماعت فرمایا اوراپنے

ایمان کوتازگی بخشی۔اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ہجرت رسول ﷺ کے اس تاریخی واقعہ کی طرف لے چلوں جو سراقہ بن مالک کے اس ناقابل فراموش واقعات میں شامل ہے۔سرکار دو عالم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ سراقہ کے اس واقعہ کے بعد نہایت اطمینان سے اگلا سفر شروع فرماتے ہیں۔ دوران سفر سرکار دو عالم ﷺ نے بھوک محسوس فرمائی تو اثنائے سفر ہی میں ام معبد کا خیمہ آ گیا۔ام معبد ایک نیک خاتون تھی۔جس نے مسافروں کی خدمت کے لیے شاہراہ پر ہی اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا،تا کہ آتے جاتے مسافروں کی خدمت کا موقعہ مل سکے!اوراس طرح وہ خدمت خلق کا یک سدا بہار گلشن قائم کیے ہوئے تھی۔سرکار دو عالم ﷺ جب اس کے خیمے کے پاس پہنچے،تو آپ نے اپنے رفیق غار سے فرمایا کہ اس بوڑھی خاتون سے کچھ خوردونوش کا سامان خرید لیا جائے،مگر پوچھنے پر معلوم ہوا قحط کا زمانہ ہےاوراس کے پاس خرید وفروخت کے لیے کوئی سامان نہیں ہے۔رحمت دو عالم ﷺ خود خیمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ام معبد سے دریافت فرمایا کہ وہ خیمہ کے اندر جو بکری کھڑی ہوئی ہے۔اگر اس کا دودھ ہمیں دے دیا جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔

ام معبد نے کہا...... بیٹا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔یہ بکری تو بے کار بھی ہے بیمار بھی ہے!

نہ ہی دودھ دیتی ہے اور نہ ہی چرنے کے لیے ریوڑ کے ساتھ جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ میرا خاوند اسے یہیں چھوڑ جاتا ہےاور سرشام اس کے کھانے کے لیے بھی کچھ لے آتا ہے۔اگر یہ دودھ والی ہوتی تو میں ضرور اپنے مہمان کے لیے حاضر کردیتی سرکار نے فرمایا

اجازت دینا آپ کا کام

دودھ دینا میرے اللہ کا کام

ام معبد نے نہایت خوشی سے وہ بکری سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کردی۔

آنحضرت ﷺ نے ام معبد سے ایک بڑا برتن مانگا اور خود بکری کا دودھ دوہنے کے لیے بیٹھ گئے!

آپ نے جوں ہی نبوت کا ہاتھ بسم اللہ پڑھ کر لگایا تو آواز آئی......اے بکری قسمت بدل گئی

ہے...... پہلے تھنوں پر ام معبد کا ہاتھ ہوتا تھا۔ اب تیرے تھنوں پر میرے محمد کا ہاتھ ہے...... میرے یتیم محمد کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے بس سرکار دو عالم ﷺ کا بکری کے تھنوں پر ہاتھ رکھنا تھا۔ مولیٰ کریم نے دودھ کا چشمہ جاری کر دیا!

برتن بھر گیا تو...... سرکار دو عالم ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ پہلے ام معبد کو پلاؤ پھر اپنے رفیق سفر ساتھیوں کا پلاؤ۔ اس کے بعد برتن خالی کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ نے وہ دودھ ام معبد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ آپ نے دوبارہ دودھ نکالا اور صدیق اکبرؓ کو پلایا۔ سب سے آخر میں آپ نے خود پیا۔ پھر ایک اور پیالہ بھر کے ام معبد کو دے دیا کہ اسے گھر میں رکھ لینا ضرورت کے وقت کام آئے گا! ام معبد یہ نظارہ نہایت حیرت اور تعجب سے دیکھتی رہی اور رسالت کے اس عظیم معجزہ سے دل ہی دل میں ایک مسرت اور سرور میں ملی جلی کیفیت میں مبتلا رہی۔ ام معبد کے گھر آج میزبانی کے جو فرائض سرکار دو عالم ﷺ نے ادا فرمائے تھے اس سے ام معبد کی دل کی دنیا میں ایک عجیب ہیجان بپا ہو گیا؟

خطیب کہتا ہے

ام معبد.................. حیرت میں کیوں نہ مبتلا ہو

خیمہ خوشبو دار ہو گیا۔

بیمار بکری شفایاب ہو گئی۔

خشک تھنوں میں دودھ کا چشمہ جاری ہو گیا۔

بیمار گھرانہ خوش حال ہو گیا۔

ام معبد نے زندگی بھر اتنا لذیذ دودھ نہیں پیا۔

یہ دودھ تھا

یا آبِ کوثر تھا.............. اس میں شکر تھی.................. یا نبوت کے ہاتھوں کی شیرینی تھی!

اور پھر

ایسا مہمان

ایسا پیر

ایسا مرشد

ایسا مقتدا

ایسا پیشوا..............................جس نے ....عام پیروں کی طرح پہلے خودنہیں دودھ پیا.................. بلکہ مریدوں کو پلایا.........اور پھر بعد میں خود پیا.........ہوتے آج کے دور کے پہلے خود کھاتے اور جب ہڈیاں کچھ بچ جاتیں،تو مریدوں کے پاس پھینک کر کہتے:

تبرک

یہ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا ایک نادر، بے نظیر، بے مثال نمونہ تھا۔جس نے ام معبد کے دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا۔رحمت دوعالم ﷺ ان کو ایک پیالہ دودھ دے کر چل دیئے۔مگر ام معبد ایمان اور محبت کی نظروں سے دور تک حضور ﷺ کے قافلہ کو دیکھتی رہی۔شام ہوئے ابومعبد (ام معبد کا خاوند) بکریاں چرا کے واپس آیا تو اپنے خیمے کو معطر پایا۔گویا کہ

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اس نے پوچھا کہ ام معبد یہ خوشبو کیسی؟

ام معبد نے مسرت بھرے لہجے سے سرکار دوعالم ﷺ کی تشریف آوری کا پورا واقعہ سنایا۔

قدم قدم پہ برکتیں ، نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

ام معبد اپنے خاوند کو بتا رہی تھی کہ یہاں ایک برکت والا شخص آیا تھا۔یہ دودھ اس کے قدم کا نتیجہ ہے۔وہ بولا کہ یہ تو صاحب قریش معلوم ہوتا ہے۔جس کی مجھے تلاش تھی۔اچھا ذرا تم اس کی

توصیف کرو۔

ام معبد بولی!

پاکیزہ اور کشادہ چہرہ

پسندیدہ منظر

خوش منظر

؟

؟

اب سنتے ہیں۔

جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں۔

مخدوم.....................مطاع

یہ صفت سن کر ابومعبد بولا کہ یہ ضرور صاحب قریش ہے اور میں اسے جا کر ضرور ملوں گا!

اللہ تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی تو حضرت ام معبد اور ابو معبد خود سب کچھ چھوڑ کر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس دودھ پلانے کا معاوضہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی صورت میں رسول ﷺ کی رفاقت کی صورت میں عطا فرمایا۔

مدینہ میں آمد

رحمت دو عالم ﷺ کا انتظار مدینہ میں مسلسل کئی دنوں سے ہو رہا تھا۔ جیسے ہی آپ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی۔ تمام عاشقان رسول ﷺ مدینہ سے باہر استقبال کے لیے نکل آئے۔ اس میں اور بھی خوشی اور مسرت کے بہت سے واقعات ہیں۔ مگر ننھی منی بچیوں کے ایک ترانہ نے مدینہ کے گلی کوچوں میں عشق رسالت ﷺ اور محبت نبوی کا ایک سماں باندھ دیا تھا...... وہ معصوم بچیاں جب یک آواز ہو کر یہ ترانہ پڑھتی تھیں تو فضا میں محبت و سرور کی شیرینی گھل جاتی تھی۔ آپ حضرات بھی سماعت فرما کر اس کے مزے لوٹیں۔

طلع البدر علینا

من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا

ما دعا للہ داع

ترجمہ: ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا

ثنیات وداع کی چوٹیوں سے

ہم پر اس شخص کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے جس نے اپنی آواز کو خدا کی طرف بلانے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

ایھاالمبعوث فینا. جئت باالا مر المطاع

اے مبارک ذات جو ہماری طرف مبعوث فرمائے گئے ایسے امور دے کر جو واجب الاعت ہیں۔

خطیب کہتا ہے۔

ان بچیوں سے سبق حاصل کرو.........جنہوں نے اپنے ترانہ میں آپ کی آمد کو شکریہ کا مستوجب ٹھہرایا۔

وہ آئے.....................تو شکریہ واجب ہوا..................معلوم ہوا..................آنا اور ہوتا ہے اور ہر وقت، ہر آن موجود رہنا اور ہوتا ہے!

بچوں کا! ہاں ہاں معصوم بچیوں کے قلب وجگر کی مسرت بھی اس بات پر تھی کہ ان کے شہر میں **مادعا للہ داع** آ گیا ہے۔

گویا کہ عقیدۂ توحید کی دعوت دینے والا آ گیا

معلوم ہوا

کہ کسی داعیٔ توحید کے کسی شہر میں تشریف لے جانے سے مومنین کے دل مسرت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

داعیٔ توحید کو دیکھ کر اور جل بھن جانے والوں کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔آئیے لکھئے! اہل

توحید کو دیکھ کر خوش ہونے والوں کا گروہ کون ہے؟ اور اہل توحید کو دیکھ کر گدھوں کی طرح بھاگنے والے کون ہیں؟

کانها حمر مستنفر ة جئت بالا مر المطاع

جن امور کی اطاعت واجب ہے۔ ان کو ہماری طرف لے کر آنے والے ہم مسرت اور خوشی کا صرف زبانی اظہار کرنے والے ہی نہیں ہیں، بلکہ آپ دیکھیں گے کہ ہمارا ایک ایک لمحہ آپ کی محبت اور اطاعت میں بسر ہوگا.................. یہ ہے آپ کی تشریف آوری کی حقیقی مسرت۔

آپ کے مشن کو قبول نہ کرنا............آپ کے مشن اور مقصد کی مخالفت کرنا اور آپ کی میلاد کی خوشیاں کرنا یہ صرف مصنوعی اور جعلی عاشقوں کا کام ہے۔ اہل مدینہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔

جاَءَ	نبی اللہ
جاء	رسول اللہ
اللہ کے نبی ﷺ	تشریف لے آئے
اللہ کے رسول ﷺ	تشریف لے آئے

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کے مرد، عورت، بچے اور جوان سب کا عقیدہ تھا۔ کہ حضور آج تشریف لائے ہیں۔ اس سے پہلے تشریف نہیں لائے تھے اور نہ ہی ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ یہ چودھویں صدی کے جاہل واعظوں کی اختراع ہے اس عقیدہ کا دور صحابہ اور خیر القرون سے کوئی تعلق نہیں ہے!

ہجرت وہی کرتا ہے
جو ہر جگہ حاضر وناظر نہ ہو!
مکہ سے غار ثور کا سفر وہی کرتا ہے
جو ہر جگہ حاضر وناظر نہ ہو!
غار ثور سے مدینہ منورہ کا وہی سفر کرتا ہے

جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہو!

تعاقب انہی کا کیا جاتا ہے جو ہر جگہ حاضر نہ ہوں۔

مکہ مکرمہ سے سفر کر کے مدینہ منورہ وہی پہنچے ہیں جو ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہوں! اور مدینہ منورہ کی معصوم بچیاں ایسا ترانہ تبھی پڑھ سکتیں تھیں کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہوں۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع

حضرات گرامی!

یہ ہجرت رسول کے ان مختصر واقعات کا تذکرہ ہے جن کا تعلق غار ثور سے مدینہ منورہ کے سفر کے واقعات سے ہے۔ ورنہ اس راستہ کے نوادرات کو جمع کیا جائے اور بیان کیا جائے تو اس کے لیے بہت طویل وقت کی ضرورت ہوگی جس کے لیے جمعہ کا خطبہ متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم ہمیں بھی حضور ﷺ کے جانثار غلاموں میں شامل فرمائے۔! اور زندگی بھر حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین